باب 10

عہد صدیق اکبرؓ

سوال: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حالات زندگی مختصر طور پر بیان کیجئے۔

جواب

حالاتِ زندگی

تعارف:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اصل نام عبداللہ، کنیت ابوبکر اور القاب صدیق و عتیق تھے۔ پیدائش کے وقت آپؓ کا نام عبدالکعبہ رکھا گیا تھا لیکن آپؓ کے قبولِ اسلام کے بعد رحمت عالم ﷺ نے آپؓ کا نام بدل کر عبداللہ رکھا تھا۔ والد کا نام عثمانؓ اور کنیت ابوقحافہ تھی۔ قریش کی شاخ بنو تمیم سے تعلق رکھتے تھے۔ مرہ پر آپؓ کا شجرہ نسب حضور اکرم ﷺ سے جا ملتا ہے۔

حالات قبل از اسلام:

قریش کے اشراف میں سے تھے۔ تجارت ذریعۂ معاش تھی۔ دیت اور تاوان کے مقدمات میں آپؓ سے فیصلہ کروایا جاتا۔ اہلِ عرب کے نسب کا بہت زیادہ علم رکھتے تھے۔ شعر کہنے میں اچھی مہارت تھی لیکن قبولِ اسلام کے بعد شعر کہنا چھوڑ دیا۔ دورِ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہیں پی اور بت پرستی نہیں کی۔ بچپن سے ہی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ گہرے دوستانہ مراسم تھے۔

قبولِ اسلام:

آپؓ کو مردوں میں سب سے پہلے ایمان قبول کرنے کا شرف حاصل ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب ان کو اسلام کی دعوت دی تو بغیر کسی تذبذب کے فوراً ہی اسلام قبول کر لیا۔

دعوت و تبلیغ:

قبولِ اسلام کے ساتھ ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا۔ آپؓ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر حضرت زبیرؓ بن عوام، حضرت عثمانؓ بن عفان، حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف، حضرت عثمانؓ بن مظعون، حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح، حضرت ابوسلمہؓ بن عبدالاسد اور حضرت ارقمؓ بن ابوارقم ایمان لائے۔

غلاموں اور لونڈیوں کی خرید:

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کچھ ایسے غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کروایا کہ جو اہلِ مکہ کے ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے تھے۔

خطیب اوّل:

اعلانیہ تبلیغ کا حکم نازل ہونے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر توحید اور رسالتِ محمدی ﷺ کے متعلق ایک نہایت خوبصورت خطبہ دیا۔ یہ اسلام میں دیا گیا پہلا خطبہ تھا۔ اس طرح آپؓ کو اسلام کا خطیب اوّل کہا جا سکتا ہے۔ مشرکین مکہ نے اس خطبہ کی وجہ سے آپؓ کو مار مار کر بے ہوش کر دیا۔

ہجرت حبشہ:

قریش کی اذیتوں سے تنگ آ کر ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ کی اجازت سے حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکلے۔ راستہ میں ایک سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی۔ وہ آپؓ کو واپس مکہ لے آیا اور اعلان کیا کہ یہ میری امان میں ہیں' لیکن آپؓ نے کافر کی امان گوارہ نہ کی اور اس کے پاس سے نکل آئے۔

دفاع رسالت مآب ﷺ:

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کئی دفعہ حضور اکرم ﷺ کو کافروں کے نرغے سے بھی بچایا۔ ہر موقع پر حضور اکرم ﷺ کا ساتھ دیتے تھے۔

شعب ابی طالب:

جب قریش نے بنو ہاشم کا مقاطعہ کر کے انہیں شعب ابی طالب میں محصور کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بنو ہاشم میں سے نہ ہونے کے باوجود از خود محصوری کو قبول کر کے آپ ﷺ کے ساتھ شعب ابی طالب میں تین سال گزارے۔

معراج:

حضور اکرم ﷺ کی معراج کی سب سے پہلے تصدیق کی اور اسی وجہ سے رحمت عالم ﷺ نے آپؓ کو صدیق کے لقب سے نوازا۔

ہجرت:

ہجرت میں آپؓ کو حضور اکرم ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی۔

غزوات:

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ بدر میں حضور اکرم ﷺ کے خیمے پر آپ ﷺ کی حفاظت پر مامور تھے' لڑائی کے دوران اپنے ہی بیٹے عبدالرحمٰنؓ (جو کہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) سامنے آ گئے تو فوراً وار کر دیا اگرچہ وہ زد سے بچ کر نکل گئے' بدر کے قیدیوں کے متعلق آپؓ ہی کی رائے کے مطابق فیصلہ کیا گیا' احد میں جب مسلمان ایک دفعہ پسپا ہو رہے تھے تو صدیق اکبرؓ اس وقت بھی ثابت قدم رہے' خندق میں ایک حصہ کی نگرانی آپؓ کے سپرد تھی' خیبر کے موقع پر ایک روز آپؓ کو بھی لشکر کا قائد بنایا گیا' تبوک کے موقع پر جب حضور اکرم ﷺ نے زیادہ مال کی ضرورت کا اظہار کیا تو اپنے گھر کا سارا سامان لا کر خدمت نبوی ﷺ میں پیش کر دیا۔

صلح حدیبیہ:

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب بعض صحابہ کرامؓ نے شرائط صلح پر بے چینی کا اظہار کیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے ہی انہیں نہایت تحمل اور فراست کے ساتھ مطمئن کیا۔

امارتِ حج:

9ھ میں حج کی امامت کے لیے حضور اکرم ﷺ نے آپؓ ہی کو بھیجا۔

امامت صلوٰۃ:

حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے آخری ایام میں حضور اکرم ﷺ نے آپؓ ہی کو مسجد نبوی ﷺ میں نمازوں کی امامت کے لئے مقرر فرمایا اور آپؓ نے حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ ﷺ کی جگہ پر سترہ نمازیں پڑھانے کا شرف حاصل کیا۔

وفات رسول اکرم ﷺ:

حضور اکرم ﷺ کی وفات پر جب صحابہ کرامؓ کے لئے یہ صدمہ برداشت سے باہر ہو رہا تھا تو آپؓ ہی نے نہایت تحمل سے

صورتحال کو کنٹرول کیا۔

خلافت:

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اسی روز 12 ربیع الاوّل 11ھ بروز پیر کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے لئے بیعت کی گئی۔

نوٹ: آپؓ کی خلافت اور اس کے بعد کے حالات قدرے تفصیل کے ساتھ اسی باب کے اگلے سوالات میں ذکر کئے جا رہے ہیں اس لئے ہم نے ان حالات کا یہاں ذکر نہیں کیا۔ امید ہے کہ طلبہ اگلے سوالات کی مدد سے بقیہ حالات کو آسانی سمجھ کر یہ سوال مکمل کر لیں گے۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے انتخاب خلافت پر نوٹ لکھئے۔ نیز آپؓ کے خطبۂ خلافت کو بیان کیجئے۔

جواب

انتخابِ خلافت و خطبۂ خلافت

انتخابِ خلافت:

ہادیٔ عالم ﷺ کی وفات: 12 ربیع الاوّل 11ھ بروز پیر حضور اکرم ﷺ اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

خلافت کی ضرورت: حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد تمام صحابہ کرامؓ کا یہ خیال تھا کہ آپ ﷺ کے بعد اب فوری طور پر کسی کو امیر اور خلیفہ مقرر کر لینا چاہئے۔

بنو ہاشم کا اجتماع: حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور بنو ہاشم کے کچھ اور افراد حضرت فاطمہؓ کے گھر میں جمع ہو گئے۔ یہ لوگ حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے۔

مہاجرین کا اجتماع: مہاجرین صحابہ کرامؓ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلافت و امارت کا حق دار سمجھتے ہوئے آپؓ کے گرد جمع ہو گئے۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں اجتماع: انصار قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعدؓ بن عبادہ کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہو رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ چونکہ ہماری اسلام کے لئے بہت زیادہ خدمات ہیں اور ہم نے اس وقت اسلام کو قوت اور تقویت دی کہ جب مسلمانانِ مکہ کے پاس کوئی ٹھکانہ بھی نہیں تھا اور وہ ہجرت پر مجبور ہو چکے تھے لہٰذا اب امارت و خلافت کا حق ہمیں حاصل ہونا چاہئے۔ اس خیال کے تحت ان کا حضرت سعدؓ بن عبادہ پر اتفاق ہو چکا تھا اور انصار ان کی بیعت کرنے لگے تھے۔

حضرت فاروق اعظمؓ کو اطلاع: حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اکرم ﷺ کے گھر میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی نے دیوار کے پیچھے سے مجھے آواز دی۔ میں نے کہا کہ چلے جاؤ، ہم حضور اکرم ﷺ کے بندوبست (یعنی تجہیز و تکفین کے انتظامات وغیرہ) میں مصروف ہیں۔ اُس نے کہا کہ ایک حادثہ پیش آ گیا ہے، انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہیں جلدی اُن کی خبر لو ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی ایسی بات کر بیٹھیں کہ جس سے جھگڑا ہو جائے۔

انصار سے ملاقات کے لئے روانگی: حضرت عمر فاروقؓ نے معاملے سے باخبر ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ فوراً چلئے۔ چنانچہ یہ دونوں بزرگ اور ساتھ میں حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح اٹھ کر سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف چلے۔ راستہ میں دو انصاری صحابی حضرت عویمؓ بن ساعدہ اور حضرت معنؓ بن عدی ملے۔ اور انہوں نے بھی سقیفہ بنی ساعدہ کی صورتحال سے باخبر کیا۔ ساتھ میں انہوں نے یہ مشورہ بھی دیا کہ آپ لوگ انصار کے پاس نہ جائیں اور اپنے طور پر کوئی فیصلہ کر لیں، لیکن حضرت صدیقؓ و فاروقؓ نے ان کی یہ بات تسلیم نہ کی اور سقیفہ بنی

www.downloadclassnotes.com

ساعدہ میں پہنچ گئے۔

خطیب انصار کی خطابت: انصار کے ایک آدمی نے (حضرت عمر فاروقؓ نے اس کے لئے "خطیبھم" کالفظ استعمال کیا ہے) اٹھ کر کلمۂ شہادت پڑھا اور حمد وثنا کے بعد کہا کہ:

"امابعد: ہم اللہ کے انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین! تم تھوڑے سے ہو جو عصبیت کی وجہ سے اپنی قوم سے نکل آئے ہو۔ اور اب وہ چاہتے ہیں کہ ہمیں جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور ہمیں حکومت سے نکال دیں۔"

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خطاب: حضرت عمر فاروقؓ نے اس انصاری کے جواب میں کچھ کہنا چاہا لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود اٹھ کر فرمایا:

"تم نے جو فضیلت ذکر کی ہے واقعی تم اس کے اہل ہو لیکن یہ معاملہ (خلافت و امارت کا) اس قبیلہ قریش کے علاوہ کے لیے تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ وہی عرب میں نسب اور خاندان کے اعتبار سے سب سے بہتر ہیں۔"

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے اس ارشاد میں ایک تو اس بات کی طرف اشارہ کر دیا تھا کہ قریش ہی ایسے عالی نسب ہیں کہ جن پر اہل عرب کا اتفاق ہوسکتا ہے اور دوسرے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث کی طرف بھی اشارہ کیا تھا کہ:

"جب تک قریش کے دو آدمی بھی باقی ہیں یہ معاملہ (خلافت و امارت کا) انہیں میں رہے گا۔"

عمرؓ یا ابوعبیدہؓ: حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ خطاب فرما کر ساتھ ہی حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ان دونوں میں سے کسی کو بھی امیر مقرر کرلو میں ان دونوں پر راضی ہوں۔

حضرت حبابؓ بن منذر کی تجویز: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پر از حکمت خطاب اور اس میں حدیث نبوی کی طرف اشارے کو سمجھ کر انصار کا اصرار ختم ہو گیا البتہ حضرت حبابؓ بن منذر انصاری نے یہ تجویز پیش کی کہ:

"ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو جائے اور ایک امیر تم (مہاجرین) میں سے ہو جائے۔"

حضرت عمر فاروقؓ کا اقدام: حضرت حبابؓ کی یہ تجویز ظاہر ہے کہ خلاف مصلحت تھی اور ایک ہی وقت میں دو امیر ہونا مناسب نہیں تھا۔ پھر کچھ شور بھی اٹھنے لگا اور آوازیں بلند ہونے لگیں تو حضرت عمر فاروقؓ نے یہ خیال کیا کہ کہیں جھگڑا ہو جائے اور فوری طور پر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ہاتھ بڑھانے کا کہا۔ انہوں نے ہاتھ بڑھایا تو حضرت عمر فاروقؓ نے فوراً بیعت کی۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ اور اس وقت تک جمع ہو جانے والے دیگر مہاجرین مثلاً حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے بھی بیعت کرلی۔ پھر انصار نے بھی بغیر کوئی مزید اختلاف کئے بیعت کرلی۔

حضرت سعدؓ بن عبادہ کی بیعت: حضرت سعدؓ بن عبادہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت نہیں کی تھی اور الگ رہے تھے لیکن صحیح یہی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے سامنے ائمہ کے قریش میں سے ہونے والی حدیث بیان کی اور انہوں نے بھی فوراً بیعت کرلی اور حدیث سن کر جواب میں کہا کہ:

"آپ نے سچ کہا ہے ہم وزراء ہوں گے اور آپ امراء۔"

بیعت عام: دوسرے دن 13 ربیع الاول 11ھ بروز منگل مسجد نبوی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور سقیفہ بنی ساعدہ

میں بیعت کر لینے والوں کے علاوہ دیگر صحابہ کرامؓ نے بھی آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حضرت علیؓ کی بیعت: حضرت علیؓ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں پس و پیش کیا تھا اور چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی جیسا کہ بخاری کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے' لیکن صحیح یہی ہے کہ حضرت علیؓ نے بھی شروع میں ہی بیعت کر لی تھی جیسا کہ بعض صحیح روایات سے ثابت ہے۔ غالباً صورتحال یہ رہی ہو کہ حضرت علیؓ کی فوری بیعت مجمع عام میں نہ ہوئی ہو اور بعد میں آپؓ کے متعلق شکوک و شبہات ابھر رہے ہوں' اس پر آپؓ نے چھ ماہ بعد دوبارہ بیعت کی ہو۔ اور اگر یہ ہی درست ہو کہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی تو اس کی ایک وضاحت بھی حضرت علیؓ سے ملتی ہے کہ ایک دفعہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ میری خلافت و ناپسند کرتے ہیں؟ تو حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا کہ:

> ''نہیں! لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن نہ جمع کر لوں نماز کے علاوہ اپنی چادر بھی نہ اوڑھوں گا۔''

ممکن ہے کہ حضرت علیؓ نے اسی قسم کی وجہ سے بیعت میں بھی تاخیر کی ہو۔

ایک اہم سوال: یہاں ایک سوال ذہنوں میں ابھرتا ہے کہ ابھی حضور اکرم ﷺ کا جسد اطہر بھی سپرد خاک نہیں کیا گیا تھا کہ صحابہ کرامؓ خلافت کے قیام کی طرف متوجہ ہو گئے' آخر ایسی کیا جلدی تھی؟ اس سوال کا جواب جاننے کے لیے ہمیں دورِ نبوی ﷺ میں منافقین کے طرزِ عمل کو ذہن میں رکھنا ہوگا۔ منافقین اس انتظار میں رہتے تھے کہ انہیں موقع ملے اور وہ اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی کارروائی کریں اور ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں امت مسلمہ کا بغیر امیر کے ہونا نہایت نقصان دہ تھا اور خاص طور پر حضور اکرم ﷺ کی وفات کے عظیم سانحہ پر ان کی طرف سے کوئی بھی کارروائی ہو سکتی تھی۔

خطبۂ خلافت: 13 ربیع الاوّل 11ھ بروز منگل بیعت عام کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجمع عام میں ایک خطبہ دیا' جس میں حمد و ثناء کے بعد آپؓ نے فرمایا:

> ''اما بعد: اے لوگو! پس بے شک مجھے تم پر حاکم بنایا گیا ہے حالانکہ میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں' پس اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر میں برا کام کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ اور تم میں سے کمزور میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلا دوں اگر اللہ چاہے اور تم میں سے طاقتور میرے نزدیک کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے حق نہ وصول کر لوں اگر اللہ چاہے۔ جو قوم جہاد چھوڑتی ہے اللہ اسے ذلیل کر دیتا ہے اور جو قوم فحاشی میں آگے بڑھ جاتی ہے اللہ اس کے لئے مصیبت عام کر دیتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں میری اطاعت کرو' پس اگر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت نہیں ہے۔''

سوال: دورِ صدیق اکبرؓ میں جیشِ اسامہ کی روانگی پر نوٹ تحریر کیجئے۔

جیشِ اسامہؓ کی روانگی

جواب

حضور اکرم ﷺ کا لشکر روانہ کرنا:

معرکۂ موتہ میں مسلمانوں کے بڑے بڑے کمانڈر حضرت زیدؓ بن حارثہؓ' حضرت جعفر طیارؓ بن ابوطالب اور حضرت عبداللہؓ بن

رواحہ اور دیگر بہت سے مسلمان شہید ہو گئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان شہداء کا بدلہ لینے کے لیے حضرت زیدؓ بن حارثہ ہی کے بیٹے حضرت اسامہؓ بن زیدؓ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ فرمایا۔ لیکن ابھی یہ لشکر مدینہ ہی میں تھا اور دوسری روایت کے مطابق جرف تک پہنچا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات ہو گئی اور یہ لشکر رک گیا۔

حالات کی خرابی:

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے فوراً بعد مملکتِ اسلامیہ کے حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے۔ کچھ قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا، بہت سے جھوٹے مدعیانِ نبوت پیدا ہو گئے اور کئی افراد ان کے پیروکار بن گئے، ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگوں نے ارتداد اختیار کر لیا۔

صحابہ کرامؓ کا مشورہ:

ان حالات میں بہت سے صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ لشکر اسامہؓ کی روانگی کو مؤخر کر دیا جائے۔ حضرت عمر فاروقؓ کا بھی یہی مشورہ تھا۔

صدیق اکبرؓ کا سختی سے انکار:

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ گوارہ نہ کیا کہ حضور اکرم ﷺ کے روانہ کئے ہوئے لشکر کی روانگی کو مؤخر کیا جائے اور صحابہ کرامؓ کے اس مشورہ کے جواب میں انہوں نے سختی سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

> "اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ میں ابوبکر کی جان ہے! اگر مجھے یہ اندیشہ ہو کہ درندے مجھے اچک لیں گے تو بھی میں اسامہ کو ضرور بھیجوں گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا تھا اور اگر بستیوں میں میرے علاوہ کوئی ایک آدمی بھی باقی نہ رہے تو بھی میں اس حکم پر عمل ضرور کروں گا۔"

کمانڈر کی تبدیلی کا مشورہ:

یہ مشورہ بھی دیا گیا کہ حضرت اسامہؓ ابھی صرف 17 سال کے ہیں، ان کے علاوہ کسی اور کو سپہ سالار بنا دیا جائے لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور اکرم ﷺ کے مقرر کردہ کمانڈر کو بھی تبدیل کرنا گوارہ نہ کیا۔

لشکر کی روانگی:

12 ربیع الاوّل کو حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تھی اور اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بغیر کسی تاخیر کے اسی ماہ کے آخر میں یہ لشکر روانہ کر کے حضور اکرم ﷺ کے حکم کو پورا فرمایا۔ لشکر میں حضرت عمر فاروقؓ بھی شامل تھے لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ الوداع کہنے کے لیے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ حضرت اسامہ نے کہا کہ یا تو آپ بھی سوار ہو جائیے اور یا مجھے بھی پیدل چلنے کی اجازت دیجئے، لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسے تسلیم نہ کیا۔ چلتے چلتے حضرت ابوبکرؓ صدیق نے کچھ اہم ہدایات بھی دیں۔

لشکر کی واپسی:

حضرت اسامہؓ کا یہ لشکر چالیس دن بعد یا دوسری روایت کے مطابق ستر دن کے بعد کامیابی و کامرانی کے ساتھ واپس ہوا۔

نتائج:

اس لشکر کی روانگی اور کامیاب واپسی سے اچھے نتائج و اثرات مرتب ہوئے۔ بہت سے لوگ کہ جو حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد یہ خیال کر رہے تھے کہ اب اسلام کی طاقت کمزور ہو گئی ہے، ان کی یہ غلط فہمی دور ہو گئی۔ انتہائی مشکل حالات میں لشکر کو روانہ فرما کر حضرت

ابوبکر صدیقؓ نے یہ ثابت کر دیا کہ خواہ حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں اسلام جھکنے اور دبنے کے لئے نہیں ہے۔

سوال: **دورِ صدیق اکبرؓ میں فتنہ ارتداد پر تفصیلی مضمون تحریر کیجئے۔**

☆ **حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت کے اہم واقعات تحریر کیجئے۔** (گوجرانوالہ بورڈ 2011ء)

جواب

فتنہ ارتداد

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں تین طرح کے مرتدین پیدا ہوئے: منکرین زکوٰۃ، مدعیان نبوت اور ان کے پیروکار اور دیگر مرتدین، ذیل میں ہم ان میں سے ہر ایک پر نظر کر رہے ہیں:

1- منکرین زکوٰۃ:

قبائل: حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد نبو اسد، بنو غطفان اور بنو طے نے ادائیگی زکوٰۃ سے انکار کر دیا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے بعد اب زکوٰۃ کو ایک ٹیکس خیال کر رہے تھے۔

وفد: ان تینوں قبائل کا مشترکہ وفد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہم نماز تو قائم کریں گے لیکن زکوٰۃ کی ادائیگی کا ہم سے مطالبہ نہ کیا جائے۔

صحابہ کرامؓ کا مشورہ: بعض صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مشورہ دیا کہ یہ لوگ صرف زکوٰۃ کا ہی انکار کر رہے ہیں، ایمان سے تو منکر نہیں ہو رہے لہٰذا فی الحال انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

صدیق اکبرؓ کا جواب: حضرت ابوبکر صدیقؓ انہیں ڈھیل دینا خلاف مصلحت سمجھتے تھے کہ آج انہوں نے زکوٰۃ کا انکار کیا ہے، کل کو کوئی نماز کا انکار کرے گا اور آہستہ آہستہ دین کا حلیہ بگڑ جائے گا۔ آپؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

"اگر وہ مجھے ایک رسی دینے سے بھی انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔"

وفد کی واپسی: حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سخت جواب سن کر قبائل کا وفد واپس چلا گیا۔

مدینہ میں انتظامات: جیش اسامہؓ کی روانگی کے بعد اب مدینہ میں بہت تھوڑے صحابہ کرامؓ موجود تھے۔ اس وفد کی واپسی کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خیال کیا کہ یہ اہلِ مدینہ کی قلت تعداد دیکھ گئے ہیں کہیں حملہ ہی نہ کر دیں، چنانچہ آپؓ نے مدینہ میں دفاعی انتظامات مکمل کر لیے اور پہرہ بھی بٹھا دیا۔

حملہ: تین دن بعد واقعی ان قبائل نے مدینہ پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے بھرپور جواب دیا اور انہیں بھگا کر تعاقب شروع کر دیا لیکن پیچھے ان کی کمک موجود تھی جس کی اچانک تیر اندازی سے مسلمانوں کو وقتی طور پر پسپا ہونا پڑا۔ لیکن رات کے پچھلے پہر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خود اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ صبح تک وہ سب بھاگ چکے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ذی القصہ تک ان کا تعاقب کیا۔

2- مدعیان نبوت:

اسود عنسی: اسود عنسی کا اصل نام عبہلہ بن کعب بن غوث تھا۔ کہف حنان یمن کا رہنے والا تھا۔ اس نے حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ باذام کی وفات کے بعد حضور اکرم ﷺ نے یمن کے مختلف علاقوں پر مختلف امراء مقرر فرما دیئے تھے۔ اسود نے جلد ہی نجران اور پھر صنعاء پر بھی قبضہ کر لیا اور صنعاء کے حاکم شہر بن باذام کو شہید کر کے ان کی بیوی ازاد سے زبردستی نکاح کر لیا۔ یہ خاتون سچی مسلمان تھی اور اسود سے تنگ تھی۔ قیس بن عبد یغوث بن مکشوح، فیروز الدیلمی اور داذویہ اسود ہی کے آدمی تھے لیکن اس سے متنفر ہو چکے تھے اور اس کے قتل کا ارادہ کر چکے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کو جب اسود کے معاملے کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے یمن کے اہل اسلام کو خط لکھا کہ اسود کا

www.downloadclassnotes.com

مقابلہ کریں۔ ان تینوں کو امیر ہمدان عامر بن شہر اور دیگر مسلم امراء کی طرف سے پیغام ملا اور انہوں نے جواب میں لکھ بھیجا کہ جب تک ہم کوئی آخری فیصلہ نہ کرلیں آپ لوگ آگے نہ بڑھیں۔ پھر قیس بن عبد یغوث اسود کی بیوی ازاذ سے ملا اور وہ بھی اسود کے قتل میں تعاون کے لیے تیار ہوگئی۔ اس کے بعد فیروز نے بھی ازاذ سے مل کر منصوبہ بندی کی بلکہ اسود کے حجرے کی ایک دیوار کو اندر سے کھوکھلا کرنے میں بھی کامیاب ہوگیا۔ رات کو یہ تینوں اس کھوکھلی جگہ سے آسانی سے نقب لگانے میں کامیاب ہوگئے اور فیروز نے اندر جا کر گلا گھونٹ کر اسود کو ہلاک کر دیا۔ فیروز باہر آیا تو دوسرے دو ساتھیوں نے کہا کہ اس کا سر کاٹنا چاہئے۔ اب یہ تینوں اندر گئے اور اسود کا سر کاٹنے لگے۔ اس میں ابھی زندگی کی کچھ رمق موجود تھی اور اس کے گلے سے خرخراہٹ کی تیز آواز نکلی۔ آواز سن کر باہر سے دربان متوجہ ہوئے لیکن ازاذ نے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ نبی صاحب پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ صبح ان تینوں نے ایک بلند قلعے پر چڑھ کر لوگوں کو اسود کے قتل سے آگاہ کیا اور اپنے دوبارہ مسلمان ہونے کا بھی اظہار کیا۔ انہوں نے لوگوں کو اسود کا سر بھی دکھایا۔ اسود کے ساتھی سخت غصے میں آ گئے اور شدید جھڑپ ہوئی۔ اہلِ اسلام کو فتح حاصل ہوئی اور حضرت معاذؓ بن جبل کو متفقہ طور پر یمن کا حاکم مقرر کرلیا گیا۔ یہ واقعہ حضور اکرم ﷺ کی وفات سے ایک یا تین رات قبل کا ہے اور آپ ﷺ کو اس کی بذریعہ وحی اطلاع بھی مل گئی۔ قاصد کے ذریعے البتہ ربیع الاوّل کے آخر میں اطلاع پہنچی اور یہ دورِ صدیقیؓ کی پہلی خوشخبری تھی۔ اسود کے خروج اور عروج و زوال کا سارا عرصہ صرف تین یا چار ماہ پر محیط تھا۔

طلیحہ اسدی: طلیحہ بن خویلد الاسدی نے بھی حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں ہی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ضرارؓ بن الازور کو اس کے مقابلہ میں بھیجا۔ قریب تھا کہ یہ طلیحہ پر قابو پا لیتے لیکن طلیحہ پر ان کے ایک تیز دار آلے کے وار کا اثر نہ ہو سکا اور وہ بچ نکلا۔ اس وار کے اثر نہ کرنے پر مشہور ہوگیا کہ طلیحہ پر کسی ہتھیار کا اثر نہیں ہوتا اور اسی وجہ سے بہت سے لوگ اس پر ایمان لے آئے۔ منکرینِ زکوٰۃ قبائل نے بھی اس کی پیروی اختیار کرلی۔ بعد میں بنو طے کو حضرت عدیؓ بن حاتم نے سمجھا بجھا کر دوبارہ مسلمان کرلیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے طلیحہ کے مقابلہ میں حضرت خالدؓ بن ولید کو بھیجا۔ حضرت عدیؓ بن حاتم کے سمجھانے پر بنو طے بھی دوبارہ مسلمان ہو کر حضرت خالدؓ بن ولید کی فوج میں شامل ہوگئے اور اسلامی لشکر کی تعداد میں کافی اضافہ ہوگیا۔ طلیحہ کی فوج کے سپہ سالار عیینہ بن حصن نے شروع میں ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن پھر جب شکست کے آثار دیکھے تو بھاگتا ہوا طلیحہ کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ جبرائیل آئے ہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ اسی طرح دو تین دفعہ اس نے آ کر پوچھا۔ جب اس نے تیسری چوتھی دفعہ پوچھا تو طلیحہ نے کہا کہ ہاں اب آئے ہیں اور شکست کی خبر سنائی ہے۔ یہ سن کر عیینہ کو اس کے جھوٹا ہونے کا یقین ہوگیا اور اس نے اپنی فوج کو بھاگنے کا حکم دے دیا اور ساتھ یہ بھی کہتا جاتا کہ طلیحہ کذاب ہے۔ فوج طلیحہ کے پاس آ کر پوچھنے لگی کہ کیا حکم ہے؟ وہ بھاگنے کے لیے پہلے سے ہی دو گھوڑے تیار کئے ہوئے تھا' اپنی بیوی نوار کے ہمراہ شام کی طرف بھاگ نکلا اور فوج کو بھی بھاگ جانے کا کہا۔ عیینہ گرفتار ہو کر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس بھیجا گیا اور تائب ہو کر مسلمان ہوگیا۔ طلیحہ کی جماعت منتشر ہوگئی' بہت سے مارے بھی گئے۔ بنو اسد و بنو غطفان نے دوبارہ اسلام قبول کرلیا۔ پھر جب طلیحہ کو بنو اسد اور بنو غطفان کے قبولِ اسلام کی اطلاع ملی تو یہ بھی مسلمان ہوگیا۔

سجاح بنت حارث: سجاح بنو تغلب سے تعلق رکھتی تھی۔ اس نے جزیرہ کے علاقے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور بہت سا لشکر جمع کرلیا۔ بنو تمیم اس سے متاثر ہوئے اور ان کے سردار مالک بن نویرہ اور عطارد بن حاجب وغیرہ مرتد ہو کر سجاح کے ساتھ مل گئے۔ سجاح نے پہلے رباب پر چڑھائی کی' پھر شکست کھا کر یمامہ کا رُخ کرلیا۔ یمامہ میں پہلے سے موجود نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کو اس کے بڑھنے سے پریشانی ہوئی اور اس نے صلح کی پیشکش کی۔ ایک الگ خیمے میں سجاح اور مسیلمہ کی ملاقات ہوئی' جس میں مسیلمہ نے سجاح کو اپنے کچھ فحش الہامات اور فحش اشعار سنائے اور اسے شادی پر بھی تیار کرلیا۔ سجاح نے فوج میں اعلان کر دیا کہ مسیلمہ واقعی حق پر ہیں اور میں نے ان سے شادی کرلی ہے۔ حق مہر کے طور پر مسیلمہ نے سجاح کی امت پر فجر اور عشاء کی نمازیں معاف کر دیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم سے جب حضرت خالدؓ بن ولید نے یمامہ پر چڑھائی کی تو سجاح اس سے پہلے ہی مسیلمہ کے پاس تین دن رہ کر واپس جزیرہ جا چکی تھی۔ بعد میں حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں سجاح مسلمان ہوگئی۔

مسیلمہ کذاب: مسیلمہ نے یمامہ کے علاقے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور بنو حنیفہ اس کے پیروکار ہو گئے۔ رجال بن عنفوہ نامی ایک شخص مرتد ہو کر اس کا پیروکار ہو گیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ مسیلمہ کو میرے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہے۔ اس کے اس جھوٹے بیان کا بہت زیادہ اثر ہوا اور بہت سے لوگوں نے مسیلمہ کو نبی مان لیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پہلے حضرت عکرمہؓ بن ابو جہل کو اور پھر ان کے پیچھے ہی حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ کو مسیلمہ کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ حضرت عکرمہؓ نے حضرت شرحبیلؓ کا انتظار کئے بغیر مسیلمہ پر حملہ کر دیا اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو علم ہوا تو انہوں نے حضرت عکرمہؓ کو ایک اور مہم کی طرف متوجہ ہونے اور حضرت شرحبیلؓ کو انتظار کرنے کا حکم بھیجا۔ پھر حضرت شرحبیلؓ کی معاونت کے لئے حضرت خالدؓ بن ولید کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا۔ حضرت شرحبیلؓ نے بھی حضرت خالدؓ کا انتظار کئے بغیر حملہ کر دیا اور انہیں بھی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر حضرت خالد بن ولید بھی پہنچ گئے اور حضرت خالدؓ اور حضرت شرحبیلؓ نے مل کر حملہ کیا۔ اس دفعہ مسیلمہ کا لشکر پسپا ہو گیا۔ مسیلمہ نے بھاگ کر ایک باغ میں پناہ لی، لیکن حضرت براءؓ بن مالک ساتھیوں کی مدد سے دیوار پھلانگ کر اندر کودنے میں کامیاب ہو گئے اور سخت جدوجہد کے ساتھ باغ کا دروازہ کھولنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔ مسلمانوں نے اندر گھس کر مسیلمہ کی فوج کا صفایا کر دیا۔ حضرت وحشیؓ بن حرب نے مسیلمہ کو بھالا مارا اور اسی وقت حضرت ابودجانہ سماکؓ بن خرشہ نے اس پر تلوار سے وار کیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اس باغ کا نام بعد میں حدیقۃ الموت پڑ گیا۔ اس معرکہ میں دس سے بارہ ہزار کے درمیان کفار مارے گئے اور پانچ سے چھ سو تک مسلمان شہید ہوئے۔

ذوالتاج لقیط بن مالک الازدی: لقیط نے عمان میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ حاکم عمان جیفر اور اس کے بھائی عبد یا عباد کی فوج کو پہاڑوں میں اور سمندر کے کنارے پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ اس کے مقابلہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت حذیفہؓ بن محصن الحمیری اور عرفجہ البارقیؓ کو بھیجا کہ پہلے عمان اور پھر مہرہ کے مرتدین کے مقابلہ میں جائیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ہدایت فرمائی کہ عمان میں حزیفہؓ اور مہرہ میں عرفجہؓ امیر ہوں گے۔ دوسری طرف جب حضرت عکرمہؓ کو مسیلمہ سے شکست ہوئی تو انہیں بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عمان اور مہرہ کی طرف متوجہ ہونے کا کہا۔ لقیط نے دبا کے مقام پر فوجیں جمع کیں اور جیفر اور عبد یا عباد نے صحار کے مقام پر اپنے ساتھیوں کو منظم کیا۔ عکرمہؓ کے حذیفہؓ اور عرفجہؓ سے ملنے کے بعد یہ لوگ بھی صحار پہنچ گئے۔ مسلمانوں نے پہلے لقیط کے کچھ سرداروں سے مراسلت کی اور وہ لقیط سے الگ ہو گئے۔ پھر دبا کے مقام پر زبردست معرکہ ہوا۔ شروع میں مسلمانوں کی شکست کے آثار نظر آ رہے تھے لیکن پھر بنو ناجیہ اور بنو عبدالقیس کی شکل میں اللہ کی مدد آ گئی اور مرتدین کو عبرتناک شکست ہوئی، لقیط مارا گیا۔

3- دیگر مرتدین:

مرتدین تہامہ: مکہ کے گورنر حضرت عتابؓ بن اسید نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو تہامہ کے مرتدین کے متعلق باخبر کیا اور خود حضرت خالدؓ بن اسید کو مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھی بھیج دیا۔ حضرت خالدؓ بن اسید نے مرتدین کو زبردست شکست دی۔

مرتدین مشتوہ: طائف کے گورنر حضرت عثمانؓ بن ابوالعاص نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مشتوہ کے مرتدین کے متعلق باخبر کیا اور خود حضرت عثمانؓ بن ربیعہ کو مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھی بھیج دیا۔ حضرت عثمانؓ بن ربیعہ نے مرتدین کو زبردست شکست دی۔

اخابث عک: تہامہ کے قبیلہ عک پر حضرت طاہرؓ بن ابوہالہ گورنر تھے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو قبیلہ عک کے ارتداد کی اطلاع دی اور خود حملہ کر کے انہیں شکست بھی دے دی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جوابی خط میں ان مرتدین کو اخابث لکھا تھا۔ آج تک انہیں اخابث کے نام سے ہی یاد کیا جاتا ہے اور جن راستوں پر انہوں نے لڑائی کی تھی انہیں اخابث کے راستے کہا جاتا ہے۔

مرتدین بحرین: حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے خط سے مسلمان ہونے والے حاکم بحرین منذر بن ساوی بھی جلد ہی وفات پا گئے اور ان کی وفات کے بعد اہل بحرین مرتد ہو گئے۔ بنو عبدالقیس البتہ جلد ہی حضرت جارودؓ بن المعلیٰ کے سمجھانے سے دوبارہ اسلام میں آ گئے۔ باقی اہل بحرین کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت علاءؓ بن الحضرمی کو فوج دے کر بھیجا۔ مرتدین حطم کی قیادت میں

نکلے۔ دونوں فوجوں نے خندقیں کھود کر مورچے بنالئے۔ خندقوں سے نکل کر مقابل پر حملہ آور ہوتے اور پھر خندقوں میں چھپ جاتے۔ ایک رات مرتدین کے لشکر میں کچھ شور اٹھا۔ حضرت عبداللہؓ بن حذف صورتِ حالات معلوم کرنے مرتدین کے لشکر کی طرف گئے اور واپس آ کر رپورٹ دی کہ وہ سب نشے میں ہیں۔ مسلمانوں نے اچانک حملہ کر دیا بہت سے مرتدین مارے گئے۔ کچھ کشتیوں میں بیٹھ کر دارین چلے گئے۔ اسلامی لشکر سمندر میں گھوڑے دوڑاتے ہوئے دارین پہنچا اور سب کا خاتمہ کر دیا۔

مرتدین مہرہ: لقیط کے فتنے کے بعد حضرت حذیفہؓ، حضرت عرفجہؓ اور حضرت عکرمہؓ کے باہمی مشورہ کے مطابق حضرت حذیفہ عمان کے انتظام و انصرام کے لئے رک گئے، حضرت عرفجہؓ مال غنیمت کا خمس لے کر مدینہ کی طرف آ گئے اور حضرت عکرمہؓ آگے مہرہ کی طرف بڑھے۔ مہرہ میں دو سردار شخریت اور مصبح تھے اور دونوں ہی مرتد تھے لیکن آپس میں بھی ایک دوسرے کے مخالف تھے۔ حضرت عکرمہ نے پہلے شخریت سے مراسلت کی اور اس نے ارتداد سے توبہ کر لی۔ پھر حضرت عکرمہؓ نے مصبح سے مراسلت کی لیکن وہ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں اور کچھ شخریت کی مخالفت کی وجہ سے اپنے ارتداد پر ڈٹا رہا۔ نجد میں حضرت عکرمہؓ اور مصبح کی فوجوں کا ٹکراؤ ہوا اور مصبح کو شکست ہوئی۔

مرتدین یمن: اسود عنسی کے قتل کے بعد جب یمن میں حضور اکرم ﷺ کی وفات کی اطلاع پہنچی تو یہاں ایک دفعہ پھر ارتداد کی لہر اٹھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فیروز الدیلمی کو یمن کا گورنر مقرر کیا تھا۔ قیس بن عبد یغوث کو اس بات کا غصہ تھا۔ اس نے داذویہ اور فیروز کو دھوکے سے قتل کرنے کی منصوبہ بندی کی اور داذویہ کو قتل کرنے میں کامیاب بھی ہو گیا۔ فیروز بروقت منصوبہ سے مطلع ہو جانے کی وجہ سے بچ گیا۔ بعد میں فیروز نے فوج جمع کر کے قیس کو شکست دی۔ قیس فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت مہاجرؓ بن امیہ کو بھیجا۔ حضرت مہاجرؓ نے مقابلے کے بعد قیس اور ایک اور بڑے مرتد عمرو بن معدیکرب کو گرفتار کر کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیج دیا۔

مرتدین حضرموت و کندہ: حضور اکرم ﷺ نے حضرموت پر حضرت زیادؓ بن لبید کو اور کندہ پر حضرت مہاجرؓ بن امیہ کو حاکم مقرر کیا تھا۔ حضرت مہاجرؓ اس وقت بیمار ہو جانے کی وجہ سے نہ جا سکے تھے اور انہوں نے حضرت زیادؓ سے کہا تھا کہ میری جگہ پر بھی فرائض سرانجام دیتے رہیں۔ اب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں جب وہ صحت یاب ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں اسی عہدے پر برقرار رکھا اور یہ کندہ چلے گئے۔ اسود عنسی کے دعویٰ نبوت پر حضرموت اور کندہ کے باشندے بھی مرتد ہو کر اس کے پیروکار بن گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل کو ان کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ حضرت عکرمہؓ، حضرت زیادؓ اور حضرت مہاجرؓ نے پے در پے حملے کر کے مرتدین کو شکست دے دی۔

حرفِ اختتام: منکرین زکوٰۃ، مدعیانِ نبوت اور ان کے پیروکاروں اور دیگر مرتدین کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ان کامیاب اقدامات سے آخر کار بہت تھوڑی مدت میں تمام مرتدین کا خاتمہ ہو گیا۔

☆ **حضرت صدیق اکبرؓ کی ابتدائی مشکلات تحریر کیجئے۔** (لاہور بورڈ 2010ء)

☆ **حضرت ابوبکرؓ کو بطور خلیفہ کن مشکلات کا سامنا رہا اور آپؓ نے ان مشکلات پر کس طرح قابو پایا؟** (لاہور بورڈ 2011ء)

جواب

مشکلات

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بطور خلیفہ چار قسم کے مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا: لشکر اسامہؓ کی روانگی کا مسئلہ، منکرین زکوٰۃ کا مسئلہ، جھوٹے مدعیانِ نبوت کا مسئلہ اور دیگر مرتدین کا مسئلہ۔ ذیل میں ہم ان میں سے ہر ایک کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بھی واضح کر رہے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان مسائل اور مشکلات پر کس طرح قابو پایا:

نوٹ: اس کے آگے گذشتہ دو سوالات کی مدد سے آسانی سے یہ سوال مکمل کیا جا سکتا ہے۔ امید ہے کہ طلبہ انہی دو سوالات کی مدد سے یہ سوال مکمل کرنے میں دقت محسوس نہیں کریں گے۔

سوال: عہد صدیق اکبرؓ کی فتوحات بیان کیجئے۔

جواب

فتوحات

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فتوحات کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: عراق کی فتوحات اور شام کی فتوحات۔

عراق کی فتوحات:

محرم 12ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ عراق کی طرف متوجہ ہوئے جو کہ فارس (ایران) کے زیر تحت تھا۔ ذیل میں آپؓ کی عراق کی طرف بھیجی گئی مہمات اور آپؓ کے دور کی عراقی فتوحات کا ذکر کیا جا رہا ہے:

فتح کاظمہ (جنگ سلاسل):

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو عراق کی طرف بھیجا۔ کاظمہ کے مقام پر حضرت خالدؓ اور فارسی (ایرانی) کمانڈر ہرمز کی فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ فارسیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا تا کہ فرار ہونے کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔ اسی وجہ سے اسے جنگ سلاسل کہا جاتا ہے۔ مبارزت میں ہرمز حضرت خالدؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ مسلمانوں کے بھرپور حملے سے فارسیوں کو شکست ہوئی اور مسلمان رات تک ان کا تعاقب کرتے رہے۔

فتح مذار: کسریٰ فارس نے ہرمز کی مدد کے لئے قارن بن قرمانس کی قیادت میں لشکر بھیجا۔ مذار پہنچ کر قارن کو ہرمز کی شکست کا علم ہوا۔ ہرمز کی فوج سے بھاگ جانے والے فوجی بھی مذار میں قارن سے جا ملے۔ حضرت خالدؓ بن ولید کو علم ہوا تو آپؓ بھی آگے بڑھے۔ صفر 12ھ میں مذار کے مقام پر معرکہ ہوا۔ مبارزت میں قارن معقل بن الاعشیٰ کے ہاتھوں مارا گیا۔ یہاں بھی فارسیوں کو شکست ہوئی۔ تیس ہزار قتل ہوئے، بہت سے دریا میں غرق ہوئے اور کچھ کشتیوں میں سوار ہو کر فرار ہو گئے۔

فتح ولجہ: کسریٰ فارس اردشیر نے اندرزغر کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا جس کا صفر 12ھ میں ہی ولجہ کے مقام پر حضرت خالد بن ولید سے آمنا سامنا ہوا۔ شدید لڑائی کے بعد یہاں بھی فارسیوں کو شکست ہوئی۔ اندرزغر بھاگ نکلا لیکن پیاس کی شدت سے مر گیا۔

فتح الیس: ولجہ میں عرب کے کچھ نصاریٰ نے فارسیوں کی مدد کی تھی اور مارے گئے تھے۔ اب ان نصاریٰ کے ساتھی عبدالاسد العجلی کی قیادت میں انتقام لینے کے لیے الیس میں جمع ہوئے۔ دوسری طرف اردشیر کی طرف سے بھیجا ہوا ایک فارسی لشکر بھی جابان کی قیادت میں ان سے مل گیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے نذر مان لی کہ اگر مسلمانوں کو فتح ہوئی تو میں ان کافروں کے خون سے نہر چلاؤں گا۔ صفر 12ھ میں ہی زور دار لڑائی کے بعد مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ ایک نہر کا پانی روک کر اس میں بے شمار کافروں کی گردنیں کاٹ کر بعد میں نہر کا پانی چلا دیا گیا اور نہر میں خون آلود پانی بہنے لگا۔ اس طرح خالدؓ نے نذر پوری کی۔ اس نہر کو آج تک نہر الدم (خون کی نہر) کہا جاتا ہے۔

فتح امغیشیا: الیس کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید امغیشیا کی طرف متوجہ ہوئے لیکن اہلِ امغیشیا ان کی آمد سے قبل ہی شہر خالی کر کے بھاگ گئے۔

فتح حیرہ: حضرت خالدؓ بن ولید کے امغیشیا فتح کرنے کے بعد حیرہ کے حاکم آزاذبہ نے خیال کیا کہ اب حیرہ کی طرف خالدؓ کا رُخ ہوگا۔ اس نے پہلے ہی اپنے بیٹے کو فوج دے کر خالدؓ کے مقابلہ میں بھیج دیا۔ بیٹے کو شکست ہوئی اور دوسری طرف آزاذبہ کو کسریٰ اردشیر کے مرنے کی بھی اطلاع موصول ہوگئی۔ یہ دونوں خبریں سن کر آزاذبہ خود ہی حیرہ سے بھاگ نکلا۔ خالدؓ نے حیرہ پہنچ کر مختلف قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار اہلِ حیرہ صلح اور جزیہ پر تیار ہو گئے۔ یہ عراق سے پہلا جزیہ تھا۔

فتح بانقیا اور باروسما یا باسما: حیرہ کی فتح کے بعد قریب کے علاقوں بانقیا اور باروسما یا دوسری روایت کے مطابق باسما کے لوگ بغیر مقابلے کے صلح اور جزیہ پر آمادہ ہوگئے۔ صلوبا بن نسطونا اور دوسری روایت کے مطابق بصبہری بن صلوبا نے ان لوگوں کی طرف سے جزیہ قبول کرنے کا معاہدہ کیا۔

فتح انبار (جنگِ ذات العیون): اہل انبار قلعہ بند ہوگئے تھے اور انہوں نے اپنے گرد خندقیں بھی کھود رکھی تھیں۔ اسلامی لشکر نے حضرت خالدؓ بن ولید کے حکم کے مطابق خاص طور پر ان کی آنکھوں کے نشانے لے کر تیر برسائے۔ اسی وجہ سے اس جنگ کو جنگِ ذات العیون کہا جاتا ہے۔ پھر ایک مقام پر تنگ خندق کو ذبح کئے ہوئے اونٹوں سے بھر کر ایک پل بنا کر مسلمان خندق عبور کرنے میں بھی کامیاب ہوگئے۔ یہ دیکھ کر انبار کا حاکم شیرزاد صلح پر آمادہ ہوگیا۔ صلح کے معاہدے کے بعد وہ خود انبار سے نکل کر ایک دوسرے فارسی کمانڈر بہمن جاذویہ کے پاس چلا گیا۔

فتح عین التمر: انبار کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید عین التمر کی طرف متوجہ ہوئے۔ عین التمر کے حاکم مہران بن بہرام جوبین نے اپنی جان چھڑواتے ہوئے پہلے عقہ بن ابوعقہ کی قیادت میں نصاریٰ عرب کی ایک فوج بھیجی۔ انہیں شکست ہوئی۔ مہران یہ سن کر اپنے لشکر سمیت عین التمر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ عقہ کے بھاگ جانے والے ساتھی عین التمر میں پہنچ کر قلعہ بند ہوگئے۔ خالدؓ نے ان کا محاصرہ کرلیا اور آخر کار انہیں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کردیا۔

فتح دومۃ الجندل: دومۃ الجندل کی فتح کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عیاضؓ بن غنم کو بھیجا تھا۔ یہ ایسی صورتحال سے دوچار ہو گئے کہ انہوں نے دشمن کو اور دشمن نے انہیں گھیر رکھا تھا۔ حضرت عیاضؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کی طرف پیغام بھیج دیا۔ خالدؓ عین التمر سے فارغ ہو کر ان کے پاس پہنچ گئے۔ دومۃ الجندل کے دو سردار اکیدر بن عبدالملک اور جودی بن ربیعہ تھے۔ اکیدر نے حضرت خالدؓ بن ولید کی آمد کا سن کر اپنے ساتھیوں کو صلح کرلینے کا مشورہ دیا لیکن وہ نہ مانے۔ اکیدر بھاگ نکلا' لیکن حضرت خالدؓ کے ساتھیوں نے اسے پکڑ لیا اور یہ قتل کردیا گیا۔ خالدؓ اور عیاضؓ نے مل کر حملہ کردیا اور اہل دومۃ الجندل کو شکست ہوئی۔ جودی گرفتار ہو کر قتل ہوا۔

فتح حصید: عرب کے نصاریٰ عقہ کا بدلہ لینے کے لئے روزبہ اور زرمہر کی قیادت میں حصید اور خنافس میں جمع ہوئے۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے حضرت قعقاعؓ بن عمرو کو امیر بنا کر حصید کی طرف بھیجا۔ نصاریٰ کو شکست ہوئی روزبہ اور زرمہر دونوں مارے گئے۔

فتح خنافس: حصید سے بھاگے ہوئے نصاریٰ خنافس کی طرف بڑھے' لیکن خنافس کی طرف حضرت خالدؓ بن ولید پہلے ہی ابولیلیٰ بن فدکی السعدی کو بھیج چکے تھے۔ نصاریٰ کو راستہ میں اس بات کا علم ہوا تو وہ مصیخ کی طرف بھاگ گئے۔ ابولیلیٰ کو خنافس فتح کرنے میں کوئی وقت نہ ہوئی۔

فتح مصیخ: حضرت خالدؓ بن ولید نے لشکر کے تین حصے کرکے ایک رات اچانک مصیخ پر حملہ کردیا اور فتح حاصل کی۔ اکثر اہلِ مصیخ مارے گئے' بہت کم جان بچا کر نکلنے میں کامیاب ہوسکے۔

فتح الثنی اور الزمیل: الثنی اور الزمیل پر بھی حضرت خالدؓ بن ولید نے یکے بعد دیگرے مصیخ کی طرح تین اطراف سے اچانک حملہ کرکے انہیں بھی فتح کرلیا۔

فتح فراض: فراض ایک نہایت اہم مقام تھا۔ یہاں شام' عراق اور جزیرہ کے راستے ملتے تھے۔ حضرت خالدؓ بن ولید فراض کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہاں مسلمانوں کے مقابلہ میں روم اور فارس کی فوجیں یا دوسرے لفظوں میں قیصر و کسریٰ کے لشکر متحد ہوگئے۔ طاقت کے نشے میں یہ متحدہ فوج دریائے فرات عبور کرکے مسلمانوں کی طرف آ گئی۔ 15 ذیقعد 12ھ کو زوردار مقابلہ میں فارس و روم کی متحدہ فوج کو عبرتناک شکست ہوئی اور ان کے ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔

شام کی فتوحات: 13ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ شام کی طرف متوجہ ہوئے جو کہ روم کے زیرتحت تھا۔ ذیل میں آپؓ کی شام کی طرف

بھیجی گئی مہمات اور آپؓ کے دور کی شامی فتوحات کا ذکر کیا جا رہا ہے:

فتح تیماء: حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ بن سعید کی قیادت میں تیماء کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ رومیوں کا بہت بڑا لشکر ان کے مقابلہ میں جمع ہو گیا' لیکن جب حضرت خالدؓ آگے بڑھے تو رومیوں پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ منتشر ہو گئے۔ ان میں سے بہت سے مسلمان بھی ہو گئے۔

مرج الصفر سے شکست کا سامنا: فتح کے ساتھ کہیں کہیں شکست کا سامنا بھی کرنا پڑ جاتا ہے۔ تیماء کی فتح کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ بن سعید کی مدد کے لئے حضرت ولیدؓ بن عتبہ اور حضرت عکرمہؓ بن ابو جہل کو بھی بھیج دیا۔ ان کے حضرت خالدؓ بن سعید کے پاس پہنچنے کے ساتھ ہی خالدؓ بن سعید نے ان فوجوں کا انتظار کئے بغیر ماہان اور دوسری روایت کے مطابق باہان نامی پادری کی فوج پر حملہ کر دیا۔ ماہان وقتی طور پر دمشق کی طرف پسپا ہو گیا۔ حضرت خالدؓ بن سعید اپنی پشت خالی چھوڑ کر اس کے تعاقب میں بڑھتے رہے' لیکن مرج الصفر پہنچ کر گھیر لئے گئے۔ یہاں سے حضرت خالدؓ بن سعید کو بھاگنے پر مجبور ہونا پڑا اور وہ ذی المرہ کی طرف بھاگ نکلے۔ حضرت عکرمہؓ البتہ ڈٹے رہے اور ماہان کو خالدؓ بن سعید کے تعاقب سے روکنے کی کوشش کرتے رہے۔

فتح مرج الصفر: مرج الصفر سے وقتی طور پر حضرت خالدؓ بن سعید کو بھاگنا پڑا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو رومیوں کے مقابلے میں پہنچنے کا لکھا۔ حضرت خالدؓ بن ولید راستے میں آنے والے عراقی علاقوں کو فتح کرتے ہوئے شام کے شہر مرج الصفر پہنچے۔ حارث بن ایہم کی قیادت میں غسانی مقابلہ میں آئے۔ اسلامی لشکر کو فتح حاصل ہوئی۔

فتح بصرٰی: مرج الصفر کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید بصرٰی کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہاں حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح' حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ اور حضرت یزیدؓ بن ابوسفیانؓ پہلے سے موجود تھے۔ سب نے مل کر بصرٰی کا محاصرہ کر لیا۔ مجبوراً اہل بصریٰ کو جزیہ پر صلح کرنا پڑی۔

فتح اجنادین: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حکم سے حضرت عمروؓ بن العاص فلسطین کے علاقے میں موجود تھے۔ ان کے مقابلہ میں ہرقل قیصرِ روم نے اپنے بھائی تذارق کو نوے ہزار کے لشکر کے ساتھ بھیجا۔ بصرٰی کی مہم سے فارغ ہو کر بصرٰی کے تمام اسلامی کمانڈر اجنادین کی طرف بڑھے۔ حضرت عمروؓ بن العاص بھی انہیں اجنادین میں مل گئے۔ اجنادین میں ہی 17 جمادی الآخرہ 13 ھ کو رومیوں سے زبردست معرکہ ہوا اور رومیوں کو شکست فاش ہوئی۔ دوسری روایت کے مطابق اجنادین کے اس معرکہ میں رومیوں کی قیادت ہرقل کے بھائی تذارق کی بجائے رومی کمانڈر قیقلان کے ہاتھوں میں تھی اور یہ قیقلان اسی جنگ میں مارا گیا تھا۔

محاصرۂ دمشق: اس کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید نے آگے بڑھ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا اور اسی دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہو گئی اور عہدِ فاروق اعظمؓ کا آغاز ہو گیا۔

سوال: **عہد صدیق اکبرؓ میں جمع و تدوین قرآن حکیم پر نوٹ لکھیے۔**

جواب

جمع و تدوین قرآن حکیم

حضور اکرم ﷺ کے دور میں اگرچہ مکمل قرآن حکیم تحریری شکل میں آ چکا تھا لیکن ابھی تک باقاعدہ ایک نسخہ میں مرتب نہیں تھا اور فی الحال ایسا ہونا ممکن بھی نہیں تھا' کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی وفات تک کسی بھی وقت کسی نئی آیت کے نزول کا امکان باقی تھا۔ اب اگر قرآن حکیم کا ایک نسخہ کسی وقت تیار کر لیا جاتا اور بعد میں کوئی اور آیت یا آیات نازل ہو جاتیں تو اس نسخہ کو دوبارہ یعنی ازسرنو مرتب کرنا پڑتا۔ عہدِ صدیق اکبرؓ میں قرآن حکیم کو ایک نسخہ میں مرتب کیا گیا۔ اس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

جنگ یمامہ:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں 12 ھ میں جب مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں کثرت سے حفاظ قرآن شہید

ہوئے تو حضرت عمر فاروقؓ کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ اگر اسی طرح حفاظ جنگوں میں شہید ہوتے رہے تو کہیں قرآن حکیم کا کچھ حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ چنانچہ آپؓ نے قرآن حکیم کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کرنے کی ضرورت محسوس کی۔

حضرت عمر فاروقؓ کی تجویز:

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے یہ تجویز رکھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پہلے تو یہ کہتے ہوئے اس تجویز کی مخالفت کی کہ جو کام حضور اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں نہیں کیا' وہ ہم کیوں کریں۔ لیکن حضرت عمر فاروقؓ نے اصرار جاری رکھا اور دلائل کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اس کام کے لئے آمادہ کرلیا۔

حضرت زیدؓ کا تقرر:

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس ذمہ داری کے لئے حضرت زیدؓ بن ثابت کو اہل اور مناسب سمجھا۔ حضرت زیدؓ نے بھی شروع میں پس وپیش کیا لیکن آخر کار حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں بھی قائل کرلیا۔

کمیٹی کی تشکیل:

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت زیدؓ بن ثابت پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی اور ان دونوں سے کہا کہ مسجد نبوی ﷺ کے دروازے پر بیٹھ کر کام شروع کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ مدینہ میں عام اعلان کر دیا گیا کہ جس کے پاس قرآن حکیم کا کوئی حصہ محفوظ ہو وہ کمیٹی کے پاس لے آئے۔

گواہوں کی شہادت:

کمیٹی کو یہ ہدایت تھی کہ جو شخص بھی قرآن حکیم کا کوئی حصہ لائے اسے دو گواہوں کی شہادت پر لکھ لیا جائے۔

کام کی تکمیل:

اس طرح قرآن حکیم کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا یہ کام تقریباً ایک سال میں مکمل ہوا اور اس نسخہ کا نام ''مصحف'' رکھا گیا۔

سوال: **حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اسلامی خدمات اور کارہائے نمایاں کو بیان کیجئے۔**

☆ **حضرت ابوبکرؓ کی اسلامی خدمات تفصیل سے لکھیے۔** (لاہور بورڈ 2010ء)

☆ **حضرت ابوبکرؓ کے کارنامے لکھیے۔** (لاہور بورڈ 2012ء)

جواب

اسلامی خدمات اور کارہائے نمایاں

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اسلامی خدمات اور آپؓ کے کارہائے نمایاں کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ خدمات قبل از خلافت اور خدمات بعد از خلافت۔

خدمات قبل از خلافت:

نوٹ: سوال کے اس حصے کے لیے ''حالات زندگی'' کے سوال سے مندرجہ ذیل ہیڈنگز دے کر آسانی سے یہ حصہ تیار کیا جاسکتا ہے:

1- قبول اسلام میں اولیت
2- دعوت و تبلیغ
3- غلاموں اور لونڈیوں کی خرید
4- خطیب اوّل
5- دفاع رسالت مآب ﷺ
6- شعب ابی طالب میں محصوری

www.downloadclassnotes.com

7-معراج کی تصدیق　　8-غزوات میں کارنامے
9- صلح حدیبیہ میں کردار　　10-امارتِ حج
11-امامتِ صلوٰۃ

امید ہے کہ طلبہ اسی سوال کی مدد سے یہ حصہ تیار کرنے میں دقت محسوس نہیں کریں گے۔

خدمات بعد از خلافت:

نوٹ: سوال کے اس حصہ کے لئے "جیش اسامہ کی روانگی، فتنۂ ارتداد، فتوحات، جمع و تدوین قرآن حکیم" کے سوالات سے مندرجہ ذیل ہیڈنگز دے کر آسانی سے یہ حصہ تیار کیا جاسکتا ہے:

1- جیش اسامہؓ کی روانگی　　2- منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی
3- مدعیان نبوت کا مقابلہ　　4- دیگر مرتدین کے خلاف اقدامات
5- عراق کی فتوحات　　6- شام کی فتوحات
7- جمع وتدوین قرآن حکیم

البتہ سابقہ سوالات میں ان سب کی تفصیل ہے اور یہاں نہایت اختصار کے ساتھ صرف اشارہ کر دینا ہی کافی ہوگا۔ امید ہے کہ طلبہ انہی سوالات کی مدد سے یہ حصہ تیار کرنے میں دقت محسوس نہیں کریں گے۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات پر مختصر نوٹ لکھئے۔

جواب

وفات

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا سبب ایک روایت کے مطابق یہ ہوا کہ یہود نے آپؓ کو زہر آلود چاول کھلا دیئے تھے اور دوسری روایت کے مطابق آپؓ کی وفات سردی میں نہانے کی وجہ سے بخار ہونے سے ہوئی۔ بہر حال 22 جمادی الآخرہ 13ھ کو مغرب اور عشاء کے درمیان آپؓ کا انتقال ہوا (انا للّٰہ و انا الیہ راجعون)۔ وفات سے پہلے آپؓ حضرت عمر فاروقؓ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کر چکے تھے۔ آپؓ کے آخری الفاظ یہ تھے: "رب توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔" (اے میرے ربّ! مجھے اسلام کی حالت میں موت دے اور مجھے صالحین کے ساتھ ملا)۔ حضرت عمر فاروقؓ نے آپؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکر صدیقؓ نے آپؓ کو قبر میں اتارا۔

سوال: حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیرت وکردار کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیجئے۔

☆ **حضرت ابوبکرؓ کی سیرت و کردار پر تفصیلی نوٹ تحریر کیجئے۔** (لاہور بورڈ 2009ء، 2010ء)

☆ **حضرت ابوبکرؓ کی سیرت پر جامع نوٹ لکھیں۔** (ملتان بورڈ 2012ء)

جواب

سیرت وکردار

حضرت ابوبکر صدیقؓ اخلاق اور سیرت وکردار میں نہایت اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ذیل میں ہم اُن کی سیرت وکردار کے صرف چند پہلوؤں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں:

1- صداقت: حضرت ابوبکر صدیقؓ صداقت کے اس اعلیٰ معیار کو پہنچے ہوئے تھے کہ رحمتِ عالم ﷺ نے خود آپؓ کو صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

www.downloadclassnotes.com

2- محبت رسول ﷺ: حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حضور اکرم ﷺ سے والہانہ محبت تھی۔ انہوں نے ہر مقام پر حضور اکرم ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ شعب ابی طالب میں تین سال کی محصوری کو اپنے لئے خود ہی منتخب کر لینا آپؓ کی محبت بالنبی ﷺ کی واضح مثال ہے۔

3- اطاعتِ رسول ﷺ: حضرت ابوبکر صدیقؓ کو سرورِ کونین ﷺ سے صرف زبانی کلامی محبت ہی نہ تھی۔ بلکہ آپؓ میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا جذبہ بھی بہت زیادہ تھا۔ انتہائی مشکل حالات میں جب بعض صحابہ کرامؓ نے جیش اسامہؓ کی روانگی مؤخر کر دینے کا یا امیر تبدیل کر دینے کا مشورہ دیا تو آپؓ نے یہ گوارہ نہ کیا کہ جس لشکر کی روانگی کا حکم آقا ﷺ دے چکے ہیں اس کی روانگی کو مؤخر کر دیا جائے اور جس امیر کا تعین آقا ﷺ کر چکے ہیں اس کو بدل دیا جائے۔

4- اعتماد بر نبی ﷺ: حضرت ابوبکر صدیقؓ کو رحمتِ کونین ﷺ پر کامل اعتماد تھا۔ جب ہادیٔ عالم ﷺ نے اپنی بعثت کا بتلایا تو صدیق اکبرؓ نے ایمان قبول کرنے کے لئے کسی قسم کا کوئی ثبوت یا معجزہ طلب نہیں کیا۔ جب آپ ﷺ نے معراج کا بتلایا تو صدیق اکبرؓ نے سب سے پہلے تصدیق کی۔

5- ملکۂ تبلیغ: حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اشاعت و تبلیغ کا ملکہ پوری طرح سے حاصل تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد بالکل ابتدائی دنوں میں ایمان قبول کرنے والے صحابہ کرامؓ میں سے بہت سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر ہی مسلمان ہوئے تھے۔

6- دردِ دل: حضرت ابوبکر صدیقؓ نہایت دردمند دل رکھتے تھے۔ جب کفارِ مکہ محمد عربی ﷺ پر ایمان لانے کی پاداش میں اپنے غلاموں اور لونڈیوں وغیرہ پر مظالم ڈھاتے تو آپؓ کا دل تڑپ اٹھتا۔ اسی وجہ سے آپؓ نے بہت سے غلاموں اور لونڈیوں کو مشرکین سے خرید کر آزاد کیا۔

7- ایثار و انفاق: حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا دیا۔ آپؓ نے ہر موقع پر اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی کوشش کی۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو زیادہ سے زیادہ مال لانے کا کہا تو صدیق اکبرؓ اپنے گھر کا سارا سامان لے آئے۔

8- شجاعت و بہادری: حضرت ابوبکر صدیقؓ نہایت شجاع و بہادر تھے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر حضور اکرم ﷺ کے خیمہ پر پہرہ کی ذمہ داری نہایت مشکل تھی، صدیق اکبرؓ نے یہ ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ غزوۂ احد میں جب مسلمان پسپا ہونے پر مجبور ہو گئے صدیقؓ اس وقت بھی ثابت قدم رہے۔

9- رعب و جلال: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے رعب و جلال کا یہ عالم تھا کہ فاروق اعظمؓ جیسے جری و باحوصلہ بھی آپؓ کے مقابلہ میں زیادہ بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے موقع پر جب حضرت عمر فاروقؓ جذبات میں تلوار نکال کر کہنے لگے کہ جو کہے گا کہ نبی فوت ہو گئے ہیں میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ اس وقت صدیق اکبرؓ ہی تھے کہ جنہوں نے نہایت جرأت کے ساتھ جواب دیا اور پھر عمر فاروقؓ کو مزید بات کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

10- فہم و فراست و تدبر: حضرت ابوبکر صدیقؓ نہایت معاملہ فہم اور مدبر تھے۔ سقیفہ بنی ساعدہ کی بگڑتی ہوئی صورتحال پر آپؓ نے نہایت فہم و فراست سے قابو پایا۔

11- خدمتِ خلق: حضرت ابوبکر صدیقؓ خدمت خلق کا بھی کوئی موقع نہ جانے دیتے۔ قبیلے والوں کی بکریوں کا دودھ دوہ دیا کرتے تھے۔ جب آپؓ نے خلافت سنبھالی تو قبیلے کی ایک لڑکی کہنے لگی کہ اب ہمارے گھر کی بکریاں نہیں دوہی جائیں گی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سنا تو فرمایا کہ بخدا! میں تمہاری بکریاں ضرور دوہوں گا اور مجھے امید ہے کہ اس منصب سے میری سابقہ عادات میں کوئی تغیر واقع نہ ہو گا۔ ایک بڑھیا کے گھر کا سارا کام کاج اور صفائی وغیرہ صبح سویرے کر آتے۔

12- سادگی وانکساری: صدیق اکبرؓ نہایت سادہ طبیعت کے مالک اور منکسر المزاج تھے۔ خلافت کے بعد بھی عام لوگوں میں اس طرح تشریف فرما ہوتے کہ باہر سے آنے والا کوئی شخص تمیز نہ کر سکتا تھا اور خلیفۃ المسلمین کو پہچان نہ سکتا تھا۔ اپنے لئے کوئی امتیازی مسند پسند نہ فرماتے تھے۔

13- زہد وتقوٰی: حضرت ابوبکر صدیقؓ نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ آپؓ کبھی زمانہ جاہلیت میں بھی شراب اور دیگر بیہودہ امور کے قریب نہیں گئے تھے اور نہ ہی کبھی بت پرستی کی تھی۔

14- صاحب رائے: حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے اور آپؓ کا مشورہ نہایت صائب ہوتا۔ دورِ جاہلیت میں بھی لوگ اپنے فیصلے آپؓ کے پاس لایا کرتے تھے۔ بدر کے قیدیوں کے متعلق آپؓ ہی کی رائے کے مطابق فیصلہ کیا گیا تھا۔

15- خطابت کی صلاحیت: حضرت ابوبکر صدیقؓ خوبصورت الفاظ میں اچھی خطابت کی بھی صلاحیت رکھتے تھے۔ اسلام کے لئے خطیب اوّل ہونے کا شرف بھی آپؓ ہی کو حاصل ہے۔ آپؓ کا خطبۂ خلافت مختصر الفاظ میں نہایت جامع اور پر مغز تھا۔

سوال: عہد صدیق اکبرؓ کے انتظام سلطنت پر جامع مضمون تحریر کیجئے۔

جواب

انتظام سلطنت

حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ بنے۔ ذیل میں ہم آپؓ کے انتظام سلطنت کے اہم خدوخال پر ایک نظر کر رہے ہیں:

1- حاکمیت اعلیٰ: عہد نبوی ﷺ کی طرح عہد صدیق اکبرؓ میں بھی حاکمیت اعلیٰ اور اقتدار اعلیٰ کا اختیار صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے تسلیم کیا گیا تھا۔ کسی بھی فیصلہ میں سب سے پہلے قرآن حکیم سے راہنمائی حاصل کی جاتی اور اگر قرآن حکیم سے اس مخصوص مسئلہ میں واضح راہنمائی نہ ملتی تو وحی خفی کی طرف رجوع کیا جاتا۔

2- خلافت: حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مسلمانوں کے خلیفہ کی حیثیت سے حکومت کی زمام کار سنبھالی اور خلیفۃ الرسول ﷺ کا لقب اختیار کیا۔

3- مشاورت: حضور اکرم ﷺ کی طرح آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی اہم امور میں صحابہ کرامؓ سے مشاورت کا اہتمام رکھا۔ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت معاذؓ بن جبل، حضرت ابی بن کعب اور حضرت زیدؓ بن ثابت وغیرہ آپؓ کے اہم مشیر تھے۔

4- مرکزی نظام: پوری مملکت اسلامیہ بنیادی طور پر ایک مرکزی نظام کے تحت تھی۔ مرکزی نظام کے سربراہ کی حیثیت خود حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس تھی۔ مرکزی نظام کے فرائض میں سرحدوں کا دفاع، مفتوحہ علاقوں کا انتظام، عدالتی انتظام، اشاعت اسلام اور قیام امن وغیرہ شامل تھے۔ صوبائی عمال کا تقرر اور ان کا محاسبہ بھی مرکزی نظام ہی کے ذمہ تھا۔

5- صوبائی نظام: انتظامی امور میں آسانی کے لئے مملکت کو مختلف صوبوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور ہر صوبے پر الگ حاکم یا گورنر متعین کیا جاتا تھا۔ مکہ، طائف، صنعاء، حضرموت، بحرین اور دومۃ الجندل وغیرہ الگ الگ مستقل صوبے تھے۔

6- امراء: مختلف علاقوں میں مختلف امراء اور عمال متعین کئے گئے تھے۔ مکہ پر حضرت عتابؓ بن اسید، طائف پر حضرت عثمانؓ بن ابوالعاص، صنعاء پر حضرت مہاجرؓ بن امیہ، حضرموت پر حضرت زیادؓ بن لبید، بحرین پر حضرت علاءؓ بن الحضرمی اور دومۃ الجندل پر حضرت عیاضؓ بن غنم

عامل تھے۔

7- فوجی نظام: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں منظم فوجی نظام موجود تھا۔ حضرت خالدؓ بن ولید کو افواج کے منتظم اعلیٰ کی سی حیثیت حاصل تھی۔ حضرت خالدؓ بن ولید کے علاوہ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح، حضرت یزیدؓ بن ابوسفیانؓ حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ، حضرت عمروؓ بن العاص، حضرت اسامہؓ بن زید، حضرت عیاضؓ بن غنم، حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل اور حضرت خالدؓ بن سعید اہم فوجی کمانڈرز تھے۔

8- خارجہ پالیسی: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں اسلامی حکومت کی خارجہ پالیسی نہایت مضبوط تھی۔ آپؓ کو ایران وروم کی قوتوں سے ٹکر لینا پڑی لیکن اس کے باوجود آپؓ نے کہیں بھی کسی بیرونی طاقت کا دباؤ قبول نہیں کیا۔ اگر کسی سے صلح کی ہے تو دب کر نہیں بلکہ جزیہ وصول کر کے کی ہے۔

9- عہدیداران کا احتساب: امراء، عمال، فوجی قائدین اور دیگر عہدیداران کا احتساب خود حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے۔ احتساب سے کوئی بھی بچ نہیں سکتا تھا۔ حضرت خالدؓ بن ولید جیسے بہادر جرنیل کے متعلق بھی اگر اطلاع ملتی ہے کہ انہوں نے مالک بن نویرہ کو اس وقت قتل کروادیا کہ جب وہ تائب ہو چکے تھے تو صدیق اکبرؓ اس شکایت پر خالدؓ کو بھی بلا کر معاملہ کی تفتیش کرتے ہیں۔

10- محکمۂ عدالت: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں حضرت عمر فاروقؓ کو باقاعدہ قاضی کے عہدے پر فائز کیا گیا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ امن وامان کی یہ صورتحال تھی کہ دوسال میں فاروق اعظمؓ کے پاس ایک مقدمہ بھی پیش نہ ہوا۔

11- بیت المال: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں باقاعدہ بیت المال بھی قائم تھا۔ حضرت ابوعبیدہؓ محکمۂ مال کے انچارج بنائے گئے تھے۔ طبقات ابن سعد کی ایک روایت میں بیت المال پر باقاعدہ تالا لگائے جانے کا بھی ذکر موجود ہے۔

12- کاتب: اگرچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ خود بھی لکھنا جانتے تھے لیکن پھر بھی حضرت زیدؓ بن ثابت آپؓ کے کاتب کی حیثیت رکھتے تھے اور خبر نویسی کا کام عموماً حضرت عثمان غنیؓ کے ذمہ ہوتا تھا۔

13- خلیفہ کی مہر: اگرچہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی انگوٹھی بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس موجود تھی لیکن آپؓ نے خلیفہ کی حیثیت سے ایک الگ مہر بھی بنوائی تھی۔ ربیع بن حسان الصائغ کی روایت کے مطابق اس مہر پر "نعم القادر اللہ" لکھا ہوا تھا۔

14- خلیفہ کی تنخواہ: خلافت کے معاملات کی نگرانی میں مصروفیت کی وجہ سے اب ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے ذریعۂ معاش تجارت پر توجہ نہیں دے سکتے تھے اور گھر کے اخراجات کے لئے تنخواہ ضروری ہو چکی تھی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بیت المال سے چھ ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر ہوا لیکن اس کے باوجود آپؓ کی کوشش یہی ہوتی کہ بیت المال سے کم سے کم لیا جائے، جب آپؓ کی وفات ہوئی تو پورے زمانہ خلافت میں بیت المال سے صرف آٹھ ہزار درہم کا لینا ثابت ہوا اور وہ بھی آپؓ نے گوارہ نہ کیا بلکہ وصیت فرمادی کہ میری فلاں زمین بیچ کر یہ رقم بیت المال میں واپس کر دی جائے۔

15- ذمیوں کے حقوق کا تحفظ: اسلامی ریاست کی غیر مسلم رعایا کو ذمی کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی ریاست کی حدود میں وسعت کے ساتھ ساتھ ذمیوں کی تعداد میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہو چکا تھا لیکن ان کے حقوق کا باقاعدہ تحفظ کیا جاتا۔ جزیہ کی شرح انتہائی مناسب مقرر کی جاتی اور اس کے تعین میں ان کی مالی حالت کا خاص طور پر لحاظ رکھا جاتا۔

☆☆☆☆